ماہنامہ مجلہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

محض دماغی طور پر کسی شخص کا اسلامی تحریک کو سمجھ لینا اور اس پر صرف عقلاً مطمئن ہو جانا تو اس راہ کا محض ابتدائی قدم ہے۔ اس چیز سے کام نہیں چل سکتا، یہاں تو اسکی ضرورت ہے کہ دل میں آگ بھڑک اٹھے، زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی آگ تو شعلہ زن ہو جانی چاہیے جتنی اپنے بچے کو بیمار دیکھ کر ہو جاتی ہے اور آپ کو کھینچ کر ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہے۔ (مودودیؒ)

انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان

ماہنامہ مجلہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

شمارہ نمبر ۱۱	رجب المرجب ۱۴۱۶ھ نومبر ۱۹۹۵ء	جلد نمبر ۱۴

مدیر معاون	مدیر	مدیر مسئول
انیس احمد فلاحی	عبدالبر اثری فلاحی	نور محمد فلاحی

☆ سالانہ زر تعاون: 50.00 روپے

☆ خصوصی زر تعاون: 100.00 روپے

☆ بیرون ملک سے: 25.00 امریکی ڈالر

☆ طلبہ کے لئے: 40.00 روپے

☆ اعزازی زر تعاون: 1000.00 روپے

☆ قیمت فی شمارہ: 5.00 روپے

◯ اس دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا جلد سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں۔

مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ "مجلہ حیات نو"، جامعۃ الفلاح

بلریاگنج، اعظم گڑھ 276 121 (یو۔پی) فون نمبر 05466-25115

نقوشِ حیاتِ نو

اداریہ		
نظام مساجد اور ہم	عبدالبر اثری فلاحی	۱
انٹرویو		
ففروا الی اللہ ...... عالمی نعرہ ہے	عبدالبر اثری فلاحی	۴
مذاہب عالم		
نصرانیت	انیس احمد فلاحی مدنی	۹
سیر و سوانح		
ذکر جمیلؒ	عبدالرب اثری فلاحی	۱۴
خطبات		
حاملان قرآن کا فرض	ڈاکٹر خلیل احمد	۱۹
فقہ و فتاوی		
درس میں غیر حاضری پر مالی جرمانہ	ابو ارقم فلاحی	۲۲
منظومات		
ففروا الی اللہ	ابو احمد احمد مطیع اللہ فلاحی	۲۴
غزل	شفیع اللہ خان رازؔ اناوی	۳۰
جامعہ کے لیل و نہار		
کل ہند صدر S.I.O کا خطاب		
رابطہ آفس بمبئی میں فون	ادارہ	۳۴
بین المدارس ثقافتی مقابلہ	ادارہ	۳۵

اداریہ

نظام مساجد اور ہم

عبدالبر اثری فلاحی

انسانی جسم میں جو مقام دل کو حاصل ہے وہی مقام اسلامی معاشرہ میں مساجد کو حاصل ہے۔ جس طرح دل کی حرکت بند ہو جائے تو انسان کا زندہ رہنا ممکن نہیں اسی طرح مساجد اگر ویران ہو جائیں تو اسلامی معاشرہ کا سلامت رہنا ممکن نہیں ہے۔ دل کی حرکت اگر کسی خلل کا شکار ہو جائے تو انسانی وجود خطرہ میں پڑ جاتا ہے اسی طرح نظام مساجد اگر کمزور پڑ جائے تو اسلامی معاشرہ کو خسران سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی اور بدقسمتی سے آج یہی کچھ صورتحال ہے۔

مساجد جنہیں اسلامی معاشرے میں مرکز اور سنٹر کی حیثیت حاصل ہے آج وہ اپنے اس مقام سے محروم ہیں۔ ائمہ مساجد جنہیں امامت اور پیشوائی کا مقام جلیل حاصل ہونا چاہئے اسے ان سے چھین لیا گیا ہے۔ مساجد جو کبھی تعلیم و تربیت اور اصلاح و تزکیہ کے کارخانے تھے آج وہ روح ان سے سلب کر لی گئی ہے۔ مساجد جو کبھی عدل و انصاف کے قیام اور امور مملکت انجام دینے کے ٹھکانے تھے وہاں آج سیاست الٰہیہ کی بات کرنا گناہ سمجھا جانے لگا ہے۔ المیہ تو یہ ہے کہ عوام تو عوام خواص بھی احساس زیاں سے عاری نظر آتے ہیں اور ان کی طرف سے اصلاح حال کی کوئی کوشش دکھائی نہیں دیتی ہے۔ وہ اصلاحات جو ان کے بس میں ہیں ان پر بھی توجہ نہیں۔

کیا مساجد کو مسلمانوں کے جملہ سماجی و معاشرتی معاملات انجام دینے کے لئے مرکز کی حیثیت دینا ممکن نہیں۔ کیا ان میں سے اپنے معاملات باحسن طریق انجام دینے کے لئے کسی اہل ترکو قائد و رہنما بنانے کی صلاحیت ہم میں نہیں ہے؟ کثرت کا رواج ہو گیا ہے، مسجد عالیشان میں الگ سے مکاتب قائم کئے جاتے ہیں۔ کیا ان مساجد سے مکاتب کا کام لے کر اس، قوم کو چار دوسرے ضروری کاموں میں نہیں لگایا جاسکتا جب کہ اصحاب صفہ کی شکل میں مساجد کے اندر مکاتب کے قیام کا اسوۂ نبوی موجود ہے۔ امامت کیلئے ہر کس و ناکس کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ کیا اہل ترکا انتخاب ہمارے بس میں نہیں؟ یاد رکھئے حدیث کے اندر آیا ہے، "جب قوم کی امامت ایک ادنیٰ شخص کرتا ہے اور اس کے پیچھے اس سے افضل موجود ہوتا ہے تو ایسی قوم ہمیشہ پستی میں رہتی ہے۔" (مسند احمد) برابر ہمارے رسول کی سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ رہا۔ وہ خود امامت کرتے تھے کیونکہ وہ سب میں افضل تھے۔ اسی طرح جو گورنر اور سپہ سالار بنائے جاتے تھے وہی امامت کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں دوسروں پر ہر حیثیت سے برتری حاصل ہوتی تھی۔ ہمارے درمیان اہل علم و تقویٰ موجود ہوتے ہیں لیکن انہیں آگے نہ بڑھا کر مفضولوں کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ "اقراکم" کے ظاہر لفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو محض قاری و حافظ ہوتا ہے اسے ترجیح دی جاتی ہے گرچہ اسے دینی بصیرت نہ ہو۔ نتیجتاً کبھی بہت ہی مضحکہ خیز صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے علماء نے صراحت کی ہے کہ امام کو کامل الفقہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: "نماز میں کبھی کوئی بات پیش آجاتی ہے جس کی رعایت سوائے کامل الفقہ کے کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے اور یہی وجہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکر کو بقیہ لوگوں پر نماز کے باب میں ترجیح دی باوجود اس کے کہ آپ نے ایک دوسرے صحابی کے سلسلے میں "اقرأ" ہونے کی

تصریح فرمائی ہے۔ یعنی ابی کو قرآن کا ماہر فرمایا ہے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۱۷۱)

تحریک اسلامی جو احیاءِ دین چاہتی ہے کیا وہ احیاءِ نظام مساجد کو اپنا نشانہ نہیں بنا سکتی۔ اپنا کام چلانے کے لئے انہیں تنظیمیں بنانے پڑتے ہیں۔ کیا وہ ان مساجد سے یہ کام نہیں لے سکتی؟ وہ عاملین مقرر کرتی ہے۔ کیا ائمہ و دعاۃ متعین فرما کر مساجد کے فعال کردار کی تجدید کر کے احیاءِ امت کا سامان نہیں کر سکتی؟ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لئے ادارے قائم کرتی ہے۔ کیا اس سسٹم کو مساجد سے جوڑ کر کم خرچ بالا نشین نہیں بنایا جا سکتا۔ عوام میں عدم نفوذ کا شکوہ کیا جاتا ہے۔ کیا ان میں اثر و نفوذ کو مساجد سے بہتر کوئی متبادل ہے؟ اصلاح معاشرہ کے لئے نت نئے طریقے وضع کئے جاتے ہیں۔ کیا مساجد کے فطری نظام سے زیادہ کوئی طریقہ موثر ثابت ہوا ہے؟

صحیح یہ ہے کہ ہم نے اس پہلو پر سنجیدگی سے غور بھی نہیں کیا ہے اور نہ اس سلسلے میں کوئی منصوبہ بندی کی ہے حتی کہ تحریک اسلامی کے زیر انتظام چلنے والے اداروں کے فارغین بھی اس سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کے عطا کردہ اس فطری نظام کو زندہ کرنے کی فکر کریں کہ جو چیز فطرت سے قریب ہوتی ہے وہی زیادہ موثر ہوتی ہے۔ الحمدللہ عرب ممالک میں یہ رجحان پیدا ہوا ہے کہ مساجد کے ساتھ مکاتب اور لائبریریاں بھی قائم کی جائیں۔ اسکے خوشگوار نتائج بھی نکل رہے ہیں۔ ہمیں بھی ترجیحی طور پر اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ

انٹرویو

ففروا الی اللہ...... عالمی نعرہ ہے

ملاقاتی : عبدالبر اثری فلاحی

> جماعت اسلامی ہند کی جانب سے شیروانی کالج صلاح پور الہ آباد میں ۳۰ / ۳۱ / اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۹۶ء کو شمالی ہند کانفرنس ہونے جارہی ہے جس کا مرکزی موضوع "ففروا الی اللہ" ہے۔ اس کانفرنس میں اتر پردیش، بہار، دہلی و پنجاب وغیرہ سے مندوبین شریک ہونگے۔ اس کانفرنس کے چیف آرگنائزر مولانا ظہیر عالم صاحب فلاحی ہیں۔ میں نے ان سے اس کانفرنس کے حوالے سے جاننا چاہا لیکن افسوس کہ مختلف اسباب سے سارے سوالات کے جوابات تو نہیں مل سکے البتہ جس قدر مل سکا حاضر خدمت ہے۔

س : شمالی ہند کانفرنس کا انعقاد کن مقاصد کے پیش نظر کیا جارہا ہے؟

ج : جماعت اسلامی ہند اپنے قیام کے ساتھ ہی رفقاء کار کی کل ہند سطح کے اجتماعات کرتی رہی ہے۔ الحمد للہ جماعت اپنے نصب العین "اقامت دین" کی سمت تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ تصور کیجئے وہ قافلۂ حق جو پہلے کل ہند اجتماع میں صرف پچھتر نفوس سے اٹھا، آٹھویں دہائی میں پہنچتے پہنچتے حیدر آباد کے کل ہند اجتماع میں ہزاروں کی تعداد پر مشتمل تھا بلکہ شرکاء کی کثرت کے پیش نظر نظم و انصرام کو دیکھتے ہوئے جماعت کے لئے کل ہند سطح کے اجتماعات عام کا انعقاد ایک مسئلہ بن گیا۔

غالباً یہی انتظامی دشواری تھی کہ درمیان میں ایک طویل وقفہ کے بعد اب

جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہند اجتماعات ترک کرکے کئی کئی صوبوں پر مشتمل منطقہ وار چار اجتماعات کیے جائیں۔ چنانچہ جنوبی ہند کا اجتماع کیرالا میں ہو چکا ہے اور شمالی ہند کا اجتماع الہ آباد میں، وسطی ہند کا اجتماع بمبئی میں اور مشرقی ہند کا اجتماع مرشد آباد بنگال میں ہو رہا ہے۔

جماعت نصب العین کی سمت پیش رفت کیلئے ہر چار سال میں میقاتی پالیسی اور پروگرام ترتیب دیتی ہے۔ رواں میقات میں ارباب حل و عقد نے محسوس کیا کہ ہندوستان کی ایک بڑی آبادی کو رب حقیقی سے متعارف کرائے بغیر اگلا قدم نہیں اٹھایا جاسکتا۔

چنانچہ عوام الناس کو اللہ واحد سے وابستہ کرنے کیلئے جماعت کئی سمتوں سے موثر اقدامات کر رہی ہے۔ پورے ملک میں منعقد ہونے والے یہ اجتماعات عام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔ ان تمام ہی اجتماعات کا مرکزی موضوع "ففروا الی اللہ" قرار دیا گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ لوگو پلٹو، دوڑو اللہ کی طرف جو سارے انسانوں کا خالق اور پروردگار ہے۔

جماعت کی نظر میں انسانیت کی اخروی اور دنیوی فلاح و کامرانی دنیاوی زندگی کی جملہ پریشانیوں کا واحد حل انسان کا اپنے رب کا عرفان، اس کا خوف اور اس سے وابستگی ہے۔ ہمارے سامنے پھیلے ہوئے کروڑوں انسان خدا نا آشنا اور خدا بیزار ہیں۔ شرک وبت پرستی اور بے جا توہمات کی بندشوں میں جکڑے ہیں۔ روحانیت کی تلاش میں ہر پکار پر دوڑ پڑتے ہیں۔ انسان کو قلبی سکون کا دلاسہ دے کر مختلف چالاک افراد اور ادارے ان کا استحصال کر رہے ہیں۔ ایک ماں باپ سے پیدا ہوئے انسانوں کے درمیان پیدائش کی بنیاد پر تفریق ہے، ظلم و استحصال، قتل و غارت گری، فساد فی الارض ہر چہار سو نظر آتا ہے۔ ایسے حالات میں پہلی اور بنیادی ضرورت ہے کہ انسانوں کو تاریکی کی اس دلدل سے نکال کر حق کی روشنی سے آشنا کیا جائے۔

گو کہ ہندوستان میں مسلمان ایک مدت سے اہل وطن کے درمیان رہتے بستے

ہیں مگر افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مسلمان جو خیر امت ہے ایک قلیل گروہ کے علاوہ اس کی اکثریت نے یہاں کے عوام کو خدا سے متعارف کرانے کی سنجیدہ کوشش کبھی نہیں کی۔ جماعت کو احساس ہے کہ اب بھی کما حقہ یہ کام نہیں ہو پا رہا ہے۔ تاہم حتی الوسع جدوجہد کرنا اور چراغ حق جلائے رکھنا اپنا فرض سمجھ کر لوگوں سے اپیل کرتی ہے کہ آؤ اپنے مالک کی طرف، آؤ خالق کائنات کی طرف، چلو اپنے رب کی طرف، جھک جاؤ اسکے سامنے، وابستہ ہو جاؤ اپنے اللہ سے جو تمام انسانوں کا خالق اور پروردگار ہے۔

س: "ففروا الی اللہ" (پس دوڑو اللہ کی طرف) کے عنوان کی کیا عظمت ہے؟ عالمی اور ملکی حالات کے تناظر میں اس نعرے کی کیا حیثیت ہے؟

ج: ففروا الی اللہ کا نعرہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیائے انسانیت کی ضرورت اور وقت کی اہم ترین پکار ہے گرچہ جماعت کا دائرہ کار ہندوستان ہے لیکن عالمی صورتحال پر نظر ڈالیے صہیونی قوتیں کس چابک دستی سے مادی وسائل کا استعمال کرکے ایک طویل المیعاد حکمت عملی کے تحت دنیائے انسانیت کو رب حقیقی سے دور اور انہیں شیطان، شکم، شہوت اور مادیت کی پرستار بنانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ ماضی قریب میں ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت دنیا پر دو سپر پاور کا ہوا کھڑا کیا گیا تھا کہ دیگر ملک دو میں سے کسی ایک سے وابستہ ہو جائیں حالانکہ ان دونوں کے پس پردہ اصلا ایک صہیونی قوت کار فرما تھی۔ رفتار زمانہ کے ساتھ انہوں نے اگلا قدم اٹھایا اور دو کو ایک بنا کر صرف امریکہ کے ماتحت ساری دنیائے انسانیت کو لانے کی سازش کی۔ نئے عالمی نظام کا نعرہ دیا گیا۔ مختلف طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرکے سب کو ہانک کر اس ایک آقا امریکہ کے قدموں میں ڈالنے کی تدابیر اختیار کی گئیں جس کا سلسلہ جاری ہے۔

بظاہر ان کی یہ تدبیر کامیاب نظر آتی ہے۔ اب ان کے مطابق اپنے ناپاک

عزائم کی تکمیل میں بظاہر کوئی موثر رکاوٹ نہیں ہے۔ ہاں پوری دنیا میں چھپے ہوئے وہ عناصر جو خدا پر صدق دل سے ایمان رکھنے والے، خدا کا جلوہ چہار سو دیکھنے کے آرزومند اور اس کی بالاتری کے قیام کے لیے کوشاں ہیں وہ باطل پرستوں کی چالوں سے بخوبی واقف ہیں۔ ان طاقتوں نے امریکہ کے قدموں میں سر رکھنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب عالمی سطح پر یہ اسلام پسند کہلوائے جا رہے ہیں۔ انہیں انتہا پسند، شدت پسند، جنگجو، خونی دہشت گرد، بنا کر انسانیت کو ان سے بیزار کرنے کی مہم زوروں پر ہے۔ خدا پرستوں کے خلاف تمام مظالم کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔ خدا دشمنوں کی سازشوں میں نہ آنے کی سزا انہیں بزور مٹانے کی منظم کوشش سے دیا جا رہا ہے۔

پوری دنیا ایک اکائی ہے۔ آج ایک آواز میں لوگ بولنے لگے ہیں۔ ایسے وقت میں جب باطل عالمی سطح پر منظم ہو رہا ہے اور حق کو دبانے کی کوشش مربوط ہو رہی ہے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مالک حقیقی سے انسانوں کو واقف کرانے کی مہم بھی وسیع اور تیز کی جائے۔ اہل باطل دنیائے انسانیت کو امریکہ کے قدموں میں ڈالنے کے لیے کوشاں اور جماعت اسلامی انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر انسانوں کے خالق اور مالک سے وابستہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ففروا الی اللہ کا نعرہ عالمی نعرہ ہے ہر طرف اس کی گونج ہونی چاہیے۔ تمام حق پسندوں کو اس نعرہ کو بلند کرنا چاہیے۔ انجان، ناواقف سازشوں کے شکار، انسانوں کو باطل کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنا چاہیے اور انہیں انکے رب حقیقی سے وابستہ کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

س: ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اصلا غیر مسلمین مخاطب ہیں، کیا یہ درست ہے لیکن کوشش اور امکانات یہ بتاتے ہیں کہ مسلمان زیادہ شریک ہونگے، ایسا کیوں ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے ففروا الی اللہ کی پکار کو پوری دنیائے انس و جن سے منسوب

کیا ہے "لوگو اللہ کی طرف دوڑو"۔ یعنی اے وہ لوگو جو اللہ سے دور ہو لپکو اللہ کی طرف۔ رہے وہ لوگ جو اللہ سے وابستہ ہیں ظاہر ہے کہ ان کی ذمہ داری تو یہ بنتی ہے کہ جو لوگ بھی دور ہیں ان کو خدا سے وابستہ کرنے کی کوشش کریں۔ جماعت اگر اس نعرہ کے تحت اجتماعات کر رہی ہے اس کا واضح مطلب ہے کہ اے بندگان خدا ادھر ادھر بھاگنے کے بجائے آؤ اللہ کی طرف۔ اس میں مسلم وغیر مسلم کی تفریق بجا نہیں ہے کیونکہ اگر دائرۂ اسلام سے خارج افراد کو اللہ حقیقی کا صحیح عرفان نہیں ہے تو یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلم ملت سے وابستہ افراد کی ایک بڑی تعداد صرف نسلی اور قومی مسلمان ہے۔ اس کا اسلام، اس کی تعلیمات، کلمے، اس کے تقاضے، خدا، اس کی معرفت، اسلام اور اس کے صحیح تصور سے نابلد ہے۔ تو جہاں ففروا الی اللہ کے مخاطب غیر مسلم ہیں وہاں وہ مسلمان بھی ہیں جو اللہ سے بے تعلق ہیں، لہٰذا کانفرنس کے عنوان سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ کانفرنس کے اصل مخاطب غیر مسلمین ہیں۔

جماعت اسلامی نے اپنے طریقۂ کار میں اول روز سے رہنما کتاب و سنت کو قرار دیا ہے۔ چونکہ جماعت اسلام کی علم بردار ہے لہٰذا اس کا طریق کار وہی ہو سکتا ہے جو انبیاء کی سنت اور ان کے طریقۂ کار سے مستنبط ہو۔ اگر جماعت نے اپنی پالیسی میں دعوت کا مخاطب اول غیر مسلمین کو قرار دیا ہے تو یہی عین انبیائی طریق کار ہے۔ پھر جو لوگ پہلے سے اسلام آشنا ہیں یا کلمہ گو ہیں بھلا ان کو نظر انداز کر کے کیونکر اسلام کی اشاعت کا کام کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ روز اول سے جماعت نے مسلمانوں کو اسلام کے تقاضے سمجھانے، ان کو اپنا منصب یاد دلانے اور ان کے معاشرے کی اصلاح و تربیت کا کام انجام دیا ہے الحمد للہ اب بھی بڑی تعداد مسلمانوں کی جماعت کے زیر ربط ہے اور جماعت اسلامی کا دائرۂ اثر مسلمانوں میں دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

نصرانیت (۶)

انیس احمد فلاحی

عیسائی اکیڈمیاں عیسائی گرجا گھروں کے مشاورتی بورڈ کو "مجامع" کہا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مجامع مسکونیہ (عالمی بورڈ) ۲۔ مجامع محلیہ (مقامی بورڈ)

مجامع مسکونیہ سے مراد عالمی بورڈ ہوتا ہے۔ مسکونیہ نسبت ہے ربع مسکون سے نصرانی مذہب سے متعلق مسائل و معاملات پر غور و خوض کرنا اور نزاعات کا تصفیہ کرنا ان اکیڈمیوں کا کام ہے۔

یہ مجامع (اکیڈمیاں) بھی عیسائی مذہب کا ایک حصہ سمجھی جاتی ہیں کیونکہ موجودہ عیسائی عقائد ان ہی کانفرنسوں کی پیداوار ہیں۔ اسی وجہ سے پورا عیسائی مذہب ان ہی کے گرد گھومتا ہے چاہے وہ کتنی ہی چال بازی اور ملمع سازی کریں۔

اہم ترین کانفرنسز کی عیسائی عقیدہ سے متعلق کچھ قرار دادیں ملاحظہ کی جائیں۔

۱۔ نیقیہ کی پہلی کانفرنس ۳۲۵ء میں نیقیہ کی پہلی کانفرنس قسطنطین کے زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ اس کا انعقاد اس لئے ہوا تھا کہ آریوس کی اس بات پر غور و خوض کیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام بشر ہیں، الٰہ اور ابن الٰہ نہیں ہیں۔ اس میں (۲۰۴۸) مسیحی علماء شریک ہوئے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں ان کے درمیان بہت اختلافات پیدا ہوئے لیکن قسطنطین نے ان لوگوں کی تائید کر دی جو پولس یہودی کی رائے پر قائم تھے کہ مسیح خدا ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کی تعداد کل ۳۱۸ تھی۔ باقی علماء کو دربدر کر دیا۔ اس میں تین مسیحی قرار دادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ مسیح کی الوہیت اور بنی نوع انسان کے کفارہ گناہ کے طور پر ان کے مصلوب

ہونے کی قرارداد اور اس کے مخالف اقوال کی مذمت وتردید۔

۲۔ اس مجمع نے چار اناجیل (متی، مرقس، لوقا، یوحنا) پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ کیونکہ یہ ان کے عقیدۂ الوہیت سے ہم آہنگ تھی۔ ان کے علاوہ تمام دوسری کتابوں کو باطل قرار دیکر انہیں نذر آتش کرنے کا حکم دے دیا۔

۳۔ جو کاہن یا کاہنہ بیوہ ہو جائیں انکے لئے دوسری شادی ممنوع قرار دے دی گئی۔

۲۔ قسطنطنیہ کی پہلی کانفرنس ۳۸۱ء اس اکیڈمی نے یہ قرارداد پاس کی کہ روح القدس اب اور ابن کے ساتھ مل کر الٰہ ہے۔ اسی اکیڈمی میں عقیدۂ تثلیث پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

۳۔ افسس کی پہلی کانفرنس ۴۳۱ء یہ اکیڈمی اس لئے قائم کی گئی تھی کہ اسکندریہ کے پادری نسطور کی اس بات کی تردید کی جائے کہ مسیح خدا نہیں ہیں بلکہ وہ ایک بابرکت ذات ہے اور وہ حقیقتاً ابن اللہ نہیں ہیں بلکہ وہی ہیں۔ اس اکیڈمی نے یہ قرارداد منظور کی کہ مسیح کے دو طبائع ہیں۔ ایک لاہوتی اور ایک ناسوتی اور مریم اللہ کی والدہ ہیں۔

انکے بعد متعدد کانفرنسز منعقد ہوئیں تاکہ مسیح کی صحیح حقیقت پر غور وخوض کیا جا سکے۔ اس سلسلہ کی اہم ترین آٹھویں کانفرنس ۸۶۹ء میں ہوئی جس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ روح القدس کا منبع رب اور ابن دونوں ہیں۔ صرف رب اس کا منبع نہیں جیسا کہ قسطنطنیہ کے پادری کا خیال ہے۔ اسی وجہ سے کنیسہ کی دو قسمیں ہو گئیں۔ مغربی کنیسہ اور مشرقی کنیسہ۔ مغربی کنیسہ کی سرپرستی پاپائے روم کے ذمہ ہے جسے کیتھولک مذہب کا پیرو کہا جاتا ہے اور مشرقی کنیسہ کی قیادت قسطنطنیہ پادری کرتے ہیں جن کو آرتھوڈوکس کہا جاتا ہے۔

بارہویں کانفرنس ۱۲۱۵ء میں منعقد ہوئی جس میں عشاء ربانی کا مسئلہ طے پایا اور یہ پاس کیا گیا کہ پاپائی کنیسہ مغفرت کا مالک ہے جس کو چاہے عطا کرے۔

بیسویں کانفرنس یہ آخری کانفرنس ہے جو ۱۸۶۹ء میں منعقد ہوئی۔ اس میں پاپائے روم کے معصوم ہونے کا اعلان کیا گیا۔

مجامع کا یہ مختصر تعارف ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نصرانی مذہب وعقیدہ کی تشکیل میں اس کا بڑا عمل دخل رہا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ موجودہ نصرانیت قرون اولیٰ کی نصرانیت سے بالکل مختلف ہے۔ کانفرنسوں کی مذکورہ بالا تفصیلات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ نصرانی مذہب کا یہ اہم ترین شرعی مصدر ہے۔

> "اگر کسی جماعت کے اندر اپنے اصولوں کا یقین مرجھا گیا اور اپنے مقصد ونصب العین کا عشق بے جان ہو گیا ہو تو یہ اسکے مٹ جانے کی ناقابل انکار علامت ہے۔ اس کم یقینی اور سرد مہری کے نتیجے میں اگر اس کے اندر کسی دوسرے نظام کے ساتھ تعاون اور مداہنت کار رجحان ابھر آئے تو اس میں ہرگز تعجب نہ کرنا چاہیے اور کسی ایسے رجحان کا ابھر آنا اسکے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ حیات ملی کے محافظوں نے خزانے کی کنجیاں دشمنوں کے حوالے کر دیں اور اب ان پونجی کا لٹ جانا بس کوئی دن کی بات ہے جسے کوئی معجزہ ہی روک سکتا ہو تو روک سکے، پھر چونکہ زوال ہر زوال اس دنیا میں کسی کی فطرت میں ٹھہراؤ نہیں ہے اسلئے انکے یقین وعشق میں اسی زوال کا عمل اپنی رفتار سے برابر آگے بڑھتا جاتا ہے اور آخر کار ایک مقام پر پہنچ کر وہ لٹی ہوئی پونجی کے لٹ جانے کے احساس کو بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب افراد جماعت میں کسی دوسرے اصول ونظام زندگی کی غلامی کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب وہ تعاون اور مداہنت کی حد سے بھی آگے ہوتے ہیں جب انہیں اپنا اصولی اور اخلاقی موقف ہی یاد نہیں رہ جاتا۔ جب وہ اپنے مقصد اور اصولوں سے اتنے بیگانہ ہو جاتے ہیں کہ انکا عمل ہی نہیں تو ان کی زبانیں بھی ان کے لئے ناقابل قبول ہونے کی گواہی دینے لگتی ہیں، انکو نظری طور پر بھی یہ گوارا نہیں رہ جاتا کہ منحرفین اور مفسدین کی بات اور پھر سے ان اصولوں کے ہاتھ میں دے دئے جانے کی کوئی جدوجہد کی جائے اور اگر کسی گوشے سے اس طرح کی کوئی پکار بلند ہو جاتی ہے تو وہ اسے حیرت کے کانوں سے سنتے اور استخفاف وعناد کی زبانوں سے اسکا جواب دیتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر جماعت بحیثیت ایک اصولی جماعت ہونے کے فنا ہو جاتی ہے اور اسکے نالائق فرزند اپنے ہی ہاتھوں اسے قبر کی گہرائیوں میں سلا دیتے ہیں۔" (صدر الدین اصلاحی فریضہ اقامت دین ص ۲۱۔۲۲)

ذکر جلیلؒ (۳)

عبدالرب اثری فلاحی

مولانا اور قرآن

مولانا قرآن کے زبردست اور بے نظیر عالم تھے اور علوم قرآنی کے مطالعہ سے بڑی رغبت تھی، عمر بھر قرآن ان کا خاص موضوع فکر رہا ہر آن قرآن میں ڈوبے رہتے تھے۔ قرآن سے خصوصی شغف تھا، ہمہ وقت قرآن کے اسرار و حکم کو جاننے میں لگے رہتے تھے۔ قرآن کی تعلیم و تفسیر میں ان کا بڑا مقام تھا۔ وہ اس وقت برصغیر میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں قرآن کے عظیم ترین عالم تھے۔ محض وہ عالم نہیں جو قرآن کی تفسیروں کی مدد سے رازی و کشاف کی رائیں معلوم کر لیتا ہے بلکہ انہوں نے قرآن میں ڈوب کر سراغ زندگی پانے کی سعی کی تھی۔ انہوں نے ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ پر غور کیا تھا۔ اور غور و فکر کا یہ سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ انکی طرف رغبت کے متعدد اسباب خود مولانا نے گنوائے ہیں۔ ایک سبب خود قرآن کی تعلیم کی ابتداء ہے جو کہ عجیب و غریب اور انقلاب انگیز ہے۔ مولانا اپنے گھر کریتی (اعظم گڑھ) سے کئی میل پیدل چل کر بلریاگنج جونیر ہائی اسکول میں پڑھنے آتے تھے۔ ایک روز پڑھ کر واپس جا رہے تھے کہ راہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے مولانا کو آواز دے کر بدیا تو مولانا مڑتے ہوئے انکے قریب گئے۔ اس نے دریافت کیا، "کیا پڑھتے ہو؟" آپ نے بتایا کہ فلاں فلاں مضمون پڑھتا ہوں، تو اس نے اپنی دیہاتی زبان میں کہا کہ، "علم حاصل کرنا ہے تو قرآن پڑھو۔ یہ علم نہیں ہے جو تم پڑھتے ہو۔" اس کے بعد مولانا گھر سے نکل کھڑے ہوئے، مقصد قرآن کی تعلیم حاصل کرنا تھا۔ دوسرے مولانا کو قرآن پڑھنے کی طرف

ان کی والدہ نے راغب کیا۔ وہ بالکل معمولی پڑھی لکھی ہوئی تھیں۔ مولانا سے قرآن پڑھنے کو کہتیں اور جب مولانا پڑھنے لگتے تو وہ اس پر رونے لگتیں کہ وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ مولانا سوچتے کہ آخر اس کتاب میں کیا ہے کہ اس سے محروم شخص اپنے کو بدقسمت سمجھتا ہے اور روتا ہے۔ انہوں نے طے کیا کہ عربی زبان سیکھ کر اس کتاب کو ضرور سمجھیں گے۔ اس کے لئے مختلف اداروں میں عربی پڑھتے رہے۔ جب عربی آگئی تو قرآن پر غور کرنا اور تفسیروں سے مدد لینا شروع کر دیا۔ تیسرے قرآن سے لگاؤ کی ایک وجہ یہ تھی کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے دوران مدرسۃ الاصلاح سرائے میر سے ایک رسالہ "الاصلاح" نکلتا تھا جس میں قرآن سے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔ مولانا اس کے مضامین کو انتہائی دلچسپی اور پابندی سے پڑھتے تھے۔ اس طرح قرآن سے لگاؤ اور تعلق بڑھتا گیا۔ چوتھے قرآن سے لگاؤ کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ علامہ فراہیؒ کے شاگرد رشید مولانا اختر احسن اصلاحیؒ کی خواہش پر مولانا سرائے میر مدرس ہو کر آگئے۔ مولانا اختر احسنؒ علامہ فراہیؒ سے فیضیاب ہونے کی وجہ سے قرآن پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کی تحقیق نہایت ہی اعلیٰ ہوتی تھی۔ ان کے سوچنے کا انداز الگ تھا وہ قرآن کو سوچ سمجھ کر پڑھتے تھے مولانا ان سے متاثر ہوئے اور خوب خوب استفادہ شروع کر دیا۔ ان کے ساتھ صبح و شام کی نشستوں اور مذاکرات نے ان کو واقعی قرآن کا طالب بنا دیا اور قرآن پر غور و فکر ان کا محبوب مشغلہ بن گیا، حتیٰ کی خط و کتابت ہو یا ملاقات، اپنے ساتھیوں اور شاگردوں سے وہ ضرور قرآن کے متعلق گفتگو کرتے۔ کبھی کسی آیت پر سوچنے کی دعوت دیتے، ایک طالب علم کی طرح پوچھتے اور کبھی اپنے علم و مطالعہ کا رعب نہ جماتے۔ اس طرح کے خطوط مکتبہ جامعہ میں آج بھی موجود ہیں۔ رجم کے موضوع پر مختلف علماء کے پاس جو سوالنامہ ارسال کیا تھا اس کا بین ثبوت ہے۔ یہ سوالنامہ ماہنامہ مجلہ "حیات نو"

مئی ۱۹۸۱ء کے شمارے میں موجود ہے۔ اس طرح سے مولانا کی باہوش زندگی کا قرآن پڑھنے سے آغاز ہوا اور زندگی کا خاتمہ بھی قرآن ہی پڑھتے ہوئے ہوا۔ کتنا قابل رشک ہے وہ شخص جس نے عمر بھر قرآن پر غور و فکر کیا اور اس کے اتھاہ سمندر سے بڑے قیمتی اور تابدار موتی نکالے۔

درس و تدریس، خطبہ جمعہ وغیرہ کا سلسلہ تو جاری ہی رہتا تھا اس کے علاوہ کافی تعداد میں درس قرآن ہیں جو کہ زندگی نو (رامپور) ذکریٰ (رامپور) حجاب (رامپور) حیات نو (اعظم گڑھ) دعوت (دہلی) سوومنٹ (علی گڑھ و دہلی) الایمان (دیوبند) وغیرہ میں چھپے ہیں۔ الحمد للہ وہ سب یکجا کر دیے گئے ہیں اور توقع ہے کہ جلد ہی ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح کی جانب سے شائع کر دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ "آسان تفسیر" تیسواں پارہ ہے جو عوامی انداز میں لکھی گئی ہے اس کے مصنف مولانا ابو سلیم محمد عبد الحئی مقدمہ میں رقم طراز ہیں کہ "اس سلسلے میں سب سے زیادہ تعاون جناب مولانا جلیل احسن ندویؒ سے حاصل ہوا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ابتدائی نصف حصہ میں تو بہت کچھ گویا انہیں کا بتایا اور لکھوایا ہوا ہے۔" (ص ۴،۳)

مولانا مودودیؒ کے معرکۃ الآراء تصنیف "تفہیم القرآن" پر نقد کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمن بجنوری نے "تقصیرات تفہیم" کے نام سے ایک کتاب تحریر کی تھی۔ اس کے مسکت جواب کا ارادہ تھا کیونکہ مولانا کے مسودہ میں اس پر ایک خاکہ بنا ہوا موجود ہے۔ خود اس کتاب پر جا بجا نشانات لگے ہوئے ہیں لیکن افسوس یہ کام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔

علامہ فراہیؒ کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے تقریباً اپنے

استاد کے مناہج کو اپنا کر انکے نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر ایک معروف تفسیر "تدبر قرآن" کے نام سے تحریر کی ہے۔ مولانا مرحوم نے اس کا پوری دقت نظر اور باریک بینی کے ساتھ مطالعہ کیا تھا۔ اس پر جا بجا نشانات و حواشی بھی تحریر ہیں۔ "تدبر قرآن پر ایک نظر" کے نام سے کام بھی شروع کر دیا تھا۔ تیار شدہ مواد زندگی (رامپور) کے ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء کے شماروں میں چھپ چکا ہے۔ ابھی یہ کام صرف سورہ اعراف کے "ولما سقط فی ایدیھم" (آیت ۱۴۹) تک ہی ہوا تھا کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ تدبر قرآن کے تمام اجزاء پر جا بجا نشانات اور مسودات بتاتے ہیں کہ صرف لکھنے کا کام باقی تھا۔ واضح رہے کہ اس کام کے لئے صاحب تدبر نے خود ہی خطوط کے ذریعہ پیشکش کی تھی۔

احادیث میں "راہ عمل" اور "زاد راہ" وغیرہ کے نام سے جو ترتیبی و اصلاحی مجموعہ تیار کیا تھا۔ اسی طرح تربیتی اور اصلاحی انداز کا ایک مجموعہ قرآنی آیات پر مشتمل تیار کر رہے تھے۔ جس کا کچھ حصہ تیار ہو چکا تھا اور برابر کام جاری تھا۔ اس کے علاوہ پہلی ترجیح مولانا کے سامنے یہ تھی کہ وہ ان تقاریر کا مجموعہ تیار کریں گے جو غیر مسلموں کے سامنے قرآن میں کی گئی ہیں۔ اس طرح سے قرآن پر متعدد کام پیش نظر تھے جو کہ تشنہ رہ گئے۔ اے کاش آپ کی شاگرد رشید کو ان کاموں کی تکمیل کی توفیق ملتی۔

مولانا حالات حاضرہ پر کڑی نگاہ رکھتے تھے اور حالات کا مطالعہ تاریخ کی روشنی میں اور تاریخ کا مطالعہ قانون قرآن کے مطابق کرتے تھے۔ انتشار کا واحد سبب خدائی کتاب کے ساتھ اس کا سلوک جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اس قوم کی ترقی اور اس کا عروج صرف اس میثاق الٰہی کو اپنانے میں ہے۔ قوم محتاج ہے کہ اس کو اس کا بھولا ہوا میثاق یاد دلایا جائے۔

مولانا قرآن میں الفاظ کو پکڑ کر چلنے کی تاکید کیا کرتے تھے اور ایسے نکتے

اپنے درس کے دوران بیان فرماتے کہ عقل حیران رہ جاتی تھی۔ بہت سارے مواقع پر مولانا کی اپنی منفرد رائے ہوا کرتی تھی جیسا کہ "تدبر قرآن پر ایک نظر" میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسی طرح قصہ یوسف (نقوش و تاثرات حیات نو فروری مارچ ۱۹۸۱ء ص ۲،۱۵) "اصحاب اعراف کون" "سورہ توبہ پر ایک نظر" "تطہیر اور ارسال پر ایک نظر" وغیرہ مضامین بالترتیب حیات نو ستمبر اکتوبر نومبر ۱۹۸۰ء کے مطالعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مولانا کا کہنا تھا کہ اگر الفاظ سے صرف نظر کر کے مفہوم کا تعین کیا جائے تو پھر متن کو بے جا تاویل کرنی پڑتی ہے اور لوگ بلاوجہ پریشان ہوتے ہیں۔

مولانا اور حدیث مولانا قرآن کے ساتھ حدیث کے بھی زبردست عالم تھے۔ انھوں نے مشہور زمانہ اساتذہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا بدر عالمؒ صاحب "فیض الباری" جنھوں نے کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے کسب فیض کیا تھا، سے بھرپور استفادہ کیا تھا۔ علمی حیثیت سے مولانا کو کتنا عبور تھا اس کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن جن ابواب کا وہ درس دیتے تھے بھرپور درس ہوا کرتا تھا ہر لحاظ سے اس پر تنقیدی تبصرہ فرماتے تھے۔ حتی کہ بخاری کا مشکل ترین جزء "کتاب الحیض" جس کو مستند طریقے سے حل کرنے میں بڑے بڑے کبار عاجز تھے انھوں نے اس کو آسانی سے حل کر لیا تھا۔ اور اس پر پوری طرح تیار ہو کر درس دیتے تھے۔ دعوت و تربیت کے پیش نظر متعدد مجموعے ترتیب دیے اور ان کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ کا مطالعہ خاصا تھا۔ "راہ عمل" میں بنیادی عقائد کا حدیث کی روشنی میں مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب فلاح انسانی کی راست "راہ عمل" کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ "زادراہ" دراصل ایک مومن کے لئے زاد راہ کیا ہو؟ اس کی تشریح ہے اور "سفینۂ نجات" میں عام زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔

مولانا کو حدیث کے تراجم اور تشریح لکھنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا خود فرماتے ہیں کہ "موجودہ زمانے میں جب کہ دین سے بے رغبتی عام ہے اور عام لوگوں کو اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے ضخیم کتابوں کا مطالعہ کرنے یا ان سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ایسے تمام حضرات کے لئے احادیث رسولؐ کا ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جو کہ ہلکا ہو جس کو ایک قلیل عرصہ میں پڑھا جا سکے اور عملی زندگی میں مکمل رہنمائی مل سکے۔"

ایک دوسرے محرک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا ابو سلیم عبدالحیؒ (سابق مدیر الحسنات) مولانا سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں کے پاس حدیث کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو دعوتی طرز پر لکھی گئی ہو۔ جس سے رفقاء تحریک مزاج کی غذا حاصل کر سکیں۔ چنانچہ انہیں کی تحریک اور اصرار پر یہ کام شروع کیا اور درسی مشغولیات کے ساتھ ساتھ چار مہینے کی لگاتار محنت سے پہلی کتاب "راہ عمل" لکھی۔ اس کے بعد "زادراہ" لکھی (حیات نو اگست ۱۹۷۹ء ص ۱۰)

پھر ۱۹۸۲ء میں مولانا کی تیسری کتاب جسے غیر مسلم اور مسلمان دونوں کو سامنے رکھ کر مدون کیا تھا "سفینۂ نجات" کے نام سے منظر عام پر آئی۔ ان کتابوں کو بہت زیادہ قبول عام حاصل ہوا۔ حتی کہ "راہ عمل" کے اب تک اٹھارہ ایڈیشن اور "زادراہ" کے نو ایڈیشن اور سفینۂ نجات کے تین ایڈیشن ہندوپاک سے شائع ہو چکے ہیں۔

ان کتابوں میں مرتب نے ایسی حدیثوں سے احتراز کیا ہے جو محدثین کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اس کی دوسری خوبی یہ ہے کہ تشریح میں لمبی بحثوں سے احتراز کیا گیا ہے اور زبان عام فہم اور سلیس رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ ترجمہ معنی خیز، رواں، شگفتہ نہایت فصیح و بلیغ ہے

اور انسانی تربیت واصلاح اور عام زندگی کا احاطہ کرتے ہوئے دعوتی وتربیتی ضرورتوں کی تکمیل میں پوری طرح معاون ہے۔

اسکے علاوہ مولانا "حدیث خواتین" کے نام سے ایک الگ مجموعہ تیار کر رہے تھے جس کا بیشتر حصہ ابھی بھی مسودوں میں پڑا ہوا طاق نسیاں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ نیز اسوۂ نبوی اور اسوۂ صحابہ کے نام سے الگ الگ دو مفصل مجموعہ کی تیاری بھی پیش نظر تھی جس کا کچھ حصہ "زاد عمل" کے بعد کے ایڈیشنوں میں آچکا ہے۔ اس کے علاوہ بہتیرے دروس حدیث جو کہ مختلف اجتماعات کے مواقع سے دیئے گئے تھے "دعوت" وغیرہ میں آچکے ہیں۔ نیز حیات نو، زندگی، ہفت روزہ دعوت، ایشیا، الحسنات، حجاب، ذکری وغیرہ میں آپ کے تحریر پارے مستقل آتے رہتے تھے جس کو کہ "ادارہ علمیہ" "زاد سفر" کے نام سے جلد ہی منظر عام پر لانے والی ہے۔

> انسان کیلئے بیماری یا غلطی کوئی غیر فطری چیز نہیں ہے۔ صحت کا اعتدال سے ہٹ جانا اور بیماری کا شکار ہو جانا اسی طرح جماعتیں بھی کا شکار ہونا یا کسی غلطی کا ارتکاب کرنا انسانی فطرت کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرح سے زندگی کی علامت ہے۔ پتھر غلطی نہیں کر سکتا اور فرشتہ غلطی نہیں کر سکتا، انسان ہی غلطی کرتا ہے اسلئے غلطی زیادہ پریشانی کی بات نہیں اور اس پر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ انسانوں کی ایک بڑی جماعت کا کسی غلط راستے پر پڑ جانا، اپنی عقلی خودکشی اور پست درجے کے مقاصد کی تکمیل کے پیچھے دیوانہ ہو جانا تاریخ انسانی کیلئے بھی اور تقدیر انسانی کیلئے بھی شدید تشویش کی بات نہیں ہے۔ تشویش کی بات یہ ہے کہ بگڑتے ہوئے حالات سے پنجہ آزمائی کرنے، فساد و انتشار پیدا کرنے والی طاقتوں سے آنکھ ملانے والے اپنی سوسائٹیوں، مرکزوں (اور بعض اوقات حکومت واقتدار) کو خطرہ میں ڈال کر میدان میں اترنے والے نایاب ہو جائیں۔ اصل تشویش کی بات یہ ہے۔ انسان بار بار ہدایت، فساد، تعمیر اور انتشار پسند طاقتوں، قید قوتوں یا سازشوں کے شکار ہوئے ہیں اور ایسا نظر آنے لگا ہے کہ انسانیت سکرات کے عالم میں ہے۔ وہ جلد دم توڑنے ہی والی ہے۔ (مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی، تعمیر حیات، لکھنؤ)

حاملان قرآن کا فرض

قرآن کی تعلیمات "ہندی مبین" میں پیش کریں

خلیل احمد

> بین المدارس کے افتتاحی سیشن میں پڑھا گیا خطبۂ صدارت

مہمانان گرامی قدر اور عزیز طلبہ!

ابھی ہمارے سامنے قرآن مجید کی تلاوت اور تجوید کا مقابلہ ہوا۔ قرآن کی تلاوت بڑا مبارک وسعادت کا کام ہے۔ اس کے ایک ایک حرف پر دس نیکی ملتی ہے۔ اس سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے اور ایمان بڑھتا ہے۔ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور انسان خدا کا مقرب بن جاتا ہے۔ لیکن یہ کیسے ہو کیوں؟ قرآن کی تلاوت کے کہتے ہیں؟ حضرات علمائے کرام کہتے ہیں کہ بے سمجھے قرآن پڑھنے سے یقیناً ثواب مل جائے گا لیکن حقیقت میں یہ تلاوت نہیں ہے۔ اگر ایک شخص سمجھ کر قرآن پڑھتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو یہ بھی حقیقت میں تلاوت نہیں ہے۔ ایک شخص سمجھ کر تلاوت کرتا ہے اور قرآن کے مطابق عمل بھی کرتا ہے لیکن دوسروں کو قرآن نہیں سناتا اور اس کی تبلیغ نہیں کرتا، بس اپنی ذات سے اسے مطلب ہوتا ہے تو در حقیقت یہ بھی صحیح معنوں میں تلاوت نہیں کر رہا ہے۔ صحیح معنوں میں تلاوت اس شخص کی تلاوت ہے جو سمجھ کر تلاوت کرتا، اس کے مطابق عمل کرتا اور پیغام خداوندی دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے طلبہ اور قدری حضرات اس بات کو بخوبی سمجھتے ہونگے۔ صرف بطور تذکرہ اور یاددہانی میں نے یہ بات عرض کردی ہے۔

ان آیات میں ہمیں خدا کی طرف لپکنے اور خدا کی طرف بھاگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ہم انفرادی حیثیت سے بھی اور اجتماعی حیثیت سے بھی خدا کی طرف بڑھیں۔ اس کے شکر گزار ہوں عبادت گزار ہوں، اس کی خوشنودی کا خیال کرنے والے ہوں، اس کی نافرمانی سے بچنے والے ہوں، اس کے احکام بجالانے والے ہوں، اس کا کلمہ بلند کرنے والے ہوں۔

حضرات علمائے کرام اور معزز سامعین! اس موقع پر دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ قرآن عربوں پر اپنا احسان جتاتا ہے کہ یہ خدا کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے فصیح عربی زبان میں اپنا کلام اتارا تاکہ تم آسانی سے اسکو سمجھ سکو اور اسکے حسن و قبح کو پرکھ سکو۔ حٰمٓ ، کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ☆ (فصلت : ۱۔ ۳) یہ عربی قرآن کی شکل میں ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں ان لوگوں کے لئے جو جاننا چاہیں۔

اس مفہوم کی بہت سی آیتیں قرآن میں جگہ جگہ ہیں۔ قرآن ساری دنیا کے لئے آیا ہے۔ ہندوستان والوں کے لئے بھی آیا ہے۔ چونکہ یہاں اکثریت کی زبان ہندی ہے تو کیا حاملین قرآن کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ہندی داں لوگوں کے سامنے اس قرآن کی تعلیمات "ہندی مبین" میں پیش کریں۔ اس سلسلے میں ہم کیا تیاری کر رہے ہیں؟ ہم اور ہماری نئی نسل ہندی میں کس حد تک کمال پیدا کر رہی ہے؟ تاکہ ہم اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

قرآن کہتا ہے : وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ☆ (انفال : ۶۰)

ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب : "اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے، اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر انکے سوا جنکو تم نہیں جانتے اللہ انکو جانتا ہے۔

حضرت مولانا مودودی نے گھوڑوں سے مراد سامان جنگ اور مستقل فوج لیا ہے اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس سے آلات حرب و ضرب ہی سمجھا ہے اور آئندہ سائنس اور ٹکنالوجی کی مدد سے جو بھی جدید اسلحے وجود میں آئیں گے وہ سب اس میں شامل ہوں گے۔

یہ آیت ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتی ہے کہ دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے تندرست گھوڑوں کی فراہمی میں ہمارا کیا رول ہے اور تعلیم و تربیت کے موجودہ نصاب سے آیت کی منشا کہاں تک پوری ہو رہی ہے؟

مولانا سید حامد حسین نمبر

ماہنامہ "حیات نو" کی خصوصی
پیشکش "مولانا سید حامد حسین نمبر"
کے کچھ شمارے دفتر میں موجود ہیں۔
خواہشمند حضرات اسکی
قیمت ۶/ روپے
بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

شرح اشتہارات

آخری صفحہ ٹائٹل	۱۰۰۰ روپے
اندرونی صفحہ ٹائٹل	۷۰۰ روپے
آخری صفحہ ٹائٹل (اندرونی)	۶۰۰ روپے
پورا صفحہ اندرونی	۵۰۰ روپے
نصف صفحہ اندرونی	۲۵۰ روپے
چوتھائی صفحہ اندرونی	۱۵۰ روپے

پتہ : منیجر "حیات نو" جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ - 121 276 (یوپی)
فون : 05466-25115

فقہ و فتاویٰ

ابوارقم فلاحی

سوال: کیا تاخیر سے آنے والے طلبہ پر یا سبق میں غیر حاضری پر مالی جرمانہ عائد کرنا ازروئے شریعت درست ہے؟

جواب: چھٹیوں کے بعد یا روزانہ تاخیر سے آنے والے طلبہ پر اور ایسے ہی سبق میں غیر حاضری پر مالی تاوان عائد کرنا درست ہے۔ کسی دینی ادارہ، مدرسہ یا انجمن کے ممبران اور اس سے وابستہ افراد کا مدرسہ یا اس کے کسی قانون کی خلاف ورزی کرنے پر مالی جرمانہ لگانا اصطلاحاً تادیب اور عقوبت بالمال ہے اور جرمانے میں جو روپیہ وصول کیا جاتا ہے وہ ادارہ یا مدرسہ کے مقد یا انہیں طلبہ پر ہی خرچ کئے جاتے ہیں۔ اسلئے ضابطہ کی خلاف ورزی کرنے پر اس قسم کا جرمانہ عائد کرنے میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔ احادیث میں تادیب اور عقوبت بالمال کی نظیریں موجود ہیں اور انکے منسوخ ہونے پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔ مویشی کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

من منعها فانا آخذ و ها وشطر ابله عزمة من عزمات ربنا (سنن النسائی آداب الزکوۃ ۴ / ۷ سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ: ۵ مسند الامام احمد بن حنبل ۵ / ۳)

"جو زکوۃ نہیں دے گا میں اس سے زکوۃ بھی لوں گا اور اس سے جرمانہ کے طور پر اس کے اونٹوں کا نصف ریوڑ بھی۔ یہ خدا کی طرف سے عائد کردہ جرمانہ ہے۔"

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے ایک غزوہ کے اندر غنیمت کا مال چرانے والے کے سامان کو جلا دینے کا حکم دیا تھا۔ نیز سنن ابی داؤد، مستدرک، امام احمد، سنن کبریٰ

میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے غنیمت کے مال میں خیانت کرنے والے کے مال کو جلا دیا تھا اور اسے مارا بھی تھا۔ نیز حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: من اخذ احدا یصید فیه فلیسلبه (مسند امام احمد ۵ / ۳، ۴) جو شخص کسی کو حرم نبوی میں شکار کرتے ہوئے پائے وہ اس سے اس کا ہتھیار وغیرہ چھین لے۔

یہ حدیث صراحتاً مالی جرمانہ کے جواز پر دلالت کر رہی ہے۔ نیز اس میں عائد کئے گئے جرمانے کے مال پر تملیک کے استحقاق کا بین ثبوت موجود ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ: سئل النبی ﷺ عن الثمر المعلق فقال من اصاب بفیه من ذی حاجة غیر متخذ خبنة فلا شیء علیه ومن خرج بشیء فعلیه غرامة مثلیه والعقوبة (سنن ابی داؤد) آپ ﷺ سے باغ پر لٹکے ہوئے پھلوں کے کھانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ جو ضرورت مند دامن میں بھرے بغیر دو چار دانے کھالے اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اور جو شخص کوئی چیز بھی لے کر باغ سے نکلے گا اس پر اس چیز کا دوگنا تاوان اور جسمانی سزا واجب ہوگی۔

اسکے علاوہ اور بھی واقعات ہیں جن میں مرتکبین جرم کے حق میں جسمانی سزا اور مالی تاوان کا ذکر موجود ہے اور یہ واقعات حدیث "کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله ...... سنن ابی ماجہ کتاب الفتن / ۳) اور اس جیسی دیگر احادیث سے مستثنیٰ اور اس کے عموم سے مخصص ہیں۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ مالی جرمانہ مصلحت کی صورت میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے (ابن عابدین ۳ / ۱۸۴)۔ امام شافعیؒ کا بھی یہی قدیم مسلک تھا۔ مالکیہ کے مشہور مسلک کے لحاظ سے بھی یہ چیز جائز و درست ہے (تبصرۃ الحکام ۲ / ۲۹۷، ۲۹۸) ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ (الحسبہ: ۴۰)

ففروا الی اللہ

ابو احمد احمد مطیع اللہ فلاحی

جماعت اسلامی کی شمالی ہند کانفرنس بمقام صلاح پور الہ آباد کی مناسبت سے
۲۹ر جولائی ۱۹۹۹ء کو قلم بند کیا گیا۔

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

کریں بندگی اس کی ہم صبح و شام　　اسی میں کٹے زندگانی تمام
حدود خدا کے ہوں پابند سب　　نہ چھوڑیں کسی کو بھی ہم بے لگام

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

کریں عام ہر سمت حق کا پیام　　اسے آگے لے کر بڑھیں خاص و عام
جو ہو وقف اس کے لئے زندگی　　ہے فی الواقع اس زندگی کو دوام

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

حقیقت کو کر دیتا ہے واشگاف　　باطل کے پردے کو کرتا ہے فاش
قوی زور آور جو طاغوت ہے　　کریں اس کی قوت کو ہم پاش پاش

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

جو دنیا میں ظلم اور طغیان ہے　　غلاظت میں لت پت یہ انسان ہے
نہیں اس کو راحت کسی آن ہے　　سبب اس کا بس رب کا عصیان ہے

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

حقیقت میں دنیا کا مالک ہے ایک　　شہنشاہ ہے سب کا خالق ہے ایک
وہی سب کا معبود و مسجود ہے　　جہاں بھر کا رازق و رزاق ہے

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

اندھیرا ہے ہر سمت طوفان ہے　　بشر ہر ڈگر پہ ہی حیران ہے
کرم تجھ پہ ہے تو مسلمان ہے　　ترے پاس ہدایت کا سامان ہے

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

وہ ناری جو ہر گھر کی اک شان تھی　　جگر گوشوں کی اپنے جو جان تھی
وہی پورے گھر کی نگہبان تھی　　سر راہ اب وہ بھی حیران ہے

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

سسکتی ہے ہر جانب انسانیت　　کھلی ناچ ناچے ہے حیوانیت
بلکتی ہے سڑکوں پہ نسوانیت　　بشر کو ملک پہ بھی ہو فوقیت

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

دبی روح اور پیٹ ہے بڑھ گیا　　کہ زناری سب بھینٹ ہے چڑھ گیا
اور اخلاق و کردار ہے سڑ گیا　　حقیقت میں انسان ہی مر گیا

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

بگڑ اس قدر جب ہے دنیا گئی　　ہو اصلاح پھر اس کی کیسے بھی
اے احمد ہے بس ایک ہی راستہ　　رجوع الی اللہ و حق آگہی

ففروا الی اللہ توبوا الیہ
ہو اصلاح باہم انیبوا الیہ

جامعہ کے لیل و نہار

ادارہ

کل ہند صدر S.I.O. جناب ملک معتصم خاں صاحب کا خطاب S.I.O. کے کل ہند صدر ملک معتصم خاں صاحب ۱۹ ستمبر ۱۹۹۹ء کو جامعہ تشریف لائے تو S.I.O. کی جانب سے ایک خطاب عام رکھا گیا۔ جناب محمد نعیم صاحب صدر S.I.O. حلقہ مشرقی یوپی، کے افتتاحی کلمات سے پروگرام کا آغاز ہوا پھر محترم صدر نے دوسری بار جامعہ حاضری کا موقع ملنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کا ابھرتی ہوئی قوت کی شکل میں سامنے آنا جہاں خوش کن ہے وہیں دشمنان اسلام کا اس کے دبانے کی کوشش کرنا ہمارے لئے ایک چیلنج بھی ہے۔ جس کا جواب بہر حال امت کے جوانوں کو فراہم کرنا ہے۔ غلط پروپیگنڈہ کر کے اسلام کو خوفناک بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ہمیں اس کو نظام رحمت اور نظام عدل کی حیثیت سے پیش کرنا چاہئے۔ ہمیں بتانا چاہئے کہ مسلمان کسی کو مغلوب و محکوم بنانا نہیں چاہتے بلکہ انسانی عظمت سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہیں۔ ایشو مسائل بہت ہیں۔ بابری مسجد، یکساں سول کوڈ وغیرہ لیکن اصلاً ہمیں بنیادی مسئلہ کو لینا چاہئے، وہ مسئلہ ہے دنیا میں کس کی چلے؟ مخلوق کا قانون نافذ ہو یا اللہ کا قانون۔ اللہ ہی کا قانون چلے اسی کو ایشو بنانا چاہئے۔ مدارس کے تناظر میں علماء کی خامیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی خوبیوں پر بھی روشنی ڈالی۔ فرمایا کہ دین سے تمسک اور سماج کی بیداری میں ہمیشہ ان کا اہم رول رہا ہے۔ تعلیمی بیداری کی ترغیب دلاتے ہوئے دین کو سہل، جامع اور عملی بنا کر پیش کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ خصوصاً سائنسی ترقیات کو دعوتی مقاصد کیلئے

استعمال کرنے پر زور دیا۔

بالخصوص طلبہ جامعہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ کی سند صرف تعلیم حاصل کرنے کی سند ہے۔ مقصد میں کامیابی اور ناکامی اور خوبی و رعنائی کی سند معاشرہ دے گا۔ اصلاً اس میں کامیاب ہونے کی کوشش کریں۔

اخیر میں اختتامی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے مولانا نظام الدین صاحب اصلاحی (رکن شوریٰ جماعت اسلامی ہند) نے نصیحت فرمائی کہ طلبہ کو "طالبان" بننے کی ضرورت ہے اور طالبات کو بھی فعال کردار ادا کرنے کے لئے تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مختلف مقابلوں میں امتیازی کامیابی حاصل کرنے والوں کو اس موقع سے انعامات سے بھی نوازا گیا۔

رابطہ آفس جامعۃ الفلاح (بمبئی) میں فون جامعہ کے تعارف، بہی خواہان سے رابطہ اور بڑے شہروں سے وابستہ دیگر ضروریات کی تکمیل کے لئے ملک کے اہم شہروں میں رابطہ آفس کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ گذشتہ کئی سالوں سے بمبئی میں رابطہ آفس قائم ہے لیکن فون کی سہولت سے محروم تھا۔ اب الحمد للہ لگ گیا ہے۔

نمبر ہے: 022-8597326

آفس کا پتہ ہے: رابطہ آفس جامعۃ الفلاح — Rabta Office Jamiatul Falah

سوسائٹی مسجد، لنک روڈ — Society Masjid, Link Road, Saki Naka

ساکی ناکہ، کرلا، بمبئی ۴۰۰۰۷۲ (مہاراشٹرا) — Kurla, Mumbai - 400 072 (Maharashtra)

نئی تقرری جناب شبیر احمد صاحب کی تقرری بحیثیت ہیڈ کلرک دفتر

استحقاقات عمل میں آئی ہے۔ آپ گورکھپور کے رہنے والے ہیں۔ اس سے پہلے جامعہ میں اور ملحقہ ادارہ جامعۃ الصالحات بانسی میں تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آپ نے ۵ر اکتوبر ۱۹۹۸ء سے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

اظہار تعزیت | جناب سجاد قادری صاحب معاون مہتمم کلیۃ البنات جامعۃ الفلاح کے چھوٹے بھائی اعجاز احمد قادری لاری ۲۰ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو اناؤ کے قریب ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ لکھنؤ میں مقیم تھے۔ عمر ۵۴ سال تھی۔ پس ماندگان میں ۳ بچے چھوڑے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ انکی مغفرت فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عنایت کرے۔ آمین:

غزل

شفیع اللہ خاں راز اناوی

بدحواسی سی بدحواسی ہے
ہر جگہ جاں گسل اداسی ہے

پی رہی ہے سو چراغوں کا
روشنی انجمن کی پیاسی ہے

بادۂ کفر پھینک دے ساقی
دشمن جام حق شناسی ہے

صرف ہم ہی نہیں ہیں افسردہ
اس کے چہرے پہ بھی اداسی ہے

رونق محفل حیات کہاں
سب کے چہروں پہ بدحواسی ہے

حق میں مرقوم ہیں خرافاتیں
ان کتابوں کی ہی نکاسی ہے

زندگی آنسوؤں میں ڈوب گئی
کس قدر آدمی سیاسی ہے

آدمی بحر بیکراں ہے مگر
آہ! بزم حیات پیاسی ہے

رنگ محفل بتا رہا ہے راز
روشنی، تیرگی کی داسی ہے

بین المدارس ثقافتی مقابلہ

ادارہ

۲۲ر تا ۲۴ر ستمبر ۱۹۹۸ء جامعہ میں بڑی چہل پہل رہی کیونکہ ان تاریخوں میں "بین المدارس ثقافتی مقابلہ" کا اہتمام کیا گیا تھا۔ قرأت و تجوید اور عربی، اردو، انگریزی، ہندی چاروں زبانوں میں مختلف عناوین پر تحریری و تقریری مقابلے رکھے گئے تھے۔ مختلف اداروں سے اس میں تقریباً سو طلبہ نے حصہ لیا۔ ہر مقابلہ میں اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو قیمتی انعامات سے نوازا گیا اور تمام ہی شرکاء کو توصیفی اسناد اور تشجیعی انعامات بھی دئے گئے۔

جامعۃ الفلاح نے اس ثقافتی مقابلہ کا اہتمام طلبہ کے اندر مسابقت کا جذبہ بیدار کرنے، مدارس و مکاتب کے درمیان قربت و محبت پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادے کے لئے کیا تھا۔ گرچہ یہ پہلا تجربہ تھا لیکن اس کے فوائد نمایاں طور پر سبھی نے محسوس کئے اور اسی لئے نائب ناظم جامعہ مولانا ابوالبقاء صاحب ندوی نے اختتامی اجلاس کے خطبۂ صدارت میں آئندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا۔ ذیل میں اس کی مختصر روداد ملاحظہ فرمائیں:

اجلاس اول (افتتاحی سیشن) ۲۲ر ستمبر ۱۹۹۸ء بروز منگل

زیر صدارت ڈاکٹر خلیل احمد صاحب (ناظم جامعہ)

مقابلہ قرأت و تجوید (سورہ الذاریات: آخری رکوع)

اس اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے نائب ناظم جامعہ مولانا ابوالبقاء صاحب ندوی نے حمد و صلوٰۃ اور اظہار مسرت و تشکر کے بعد فرمایا "دین کا جہاں حصول فرض

ہے وہیں اس کی اشاعت اور بندگان خدا تک اس کا پیغام پہنچانا بھی فریضہ ہے۔ تقریر و تحریر اس کا موثر ذریعہ ہے۔ لیکن آج تک جس طرح ہم قلم اور زبان سے یہ فریضہ ادا کرتے رہے ہیں ہمیں اس بات کے لئے بھی تیار ہونا چاہئے کہ ہم ٹی وی، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی اللہ کے پیغام کو عام کر سکیں۔"

آپ نے فرمایا اس مقابلہ میں جو بھی حصہ لیگا وہ کامیاب ہے کیونکہ انعام پائے نہ پائے اللہ کے یہاں اجر تو پائے گا ہی۔ آپ اسکور شپ کے جذبے سے دیکھیں اور اس حدیث کو اپنے ذہن میں تازہ کر لیں۔ لاحسد الافی اثنین رجل اعطاہ اللہ القرآن فیقوم بہ آناء الیل و آناء النہار و رجل اعطاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ

ہم اس جلسے کے ذریعہ وہ جذبہ ابھارنا چاہتے ہیں جو اسلامی جنگوں میں اسلام کا علم اٹھانے والوں کے اندر تھا کہ وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

ذیشان احمد سکریٹری جمعیۃ الطلبہ نے پر تپاک استقبال کرتے ہوئے جمعیۃ الطلبہ کی سرگرمیوں سے متعارف کرایا اور بتایا کہ کس طرح وہ طلبہ کی علمی استعداد میں اضافے، حالات حاضرہ اور عصری علوم کے تنقیدی مطالعے، تقریری و تحریری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور جملہ طلبہ کو اسلام کا نمائندہ بنانے کیلئے کوشاں ہیں تنگ نظری اور عصبیت سے نکل کر وسیع النظری اور کشادہ ظرفی اپنانے پر بھی انھوں نے زور دیا۔ انکا احساس تھا کہ اسکے بغیر نہ خوابیدہ صلاحیتیں ابھریں گی نہ کسی معاملہ میں صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے اور نہ رہنمائی جیسا فریضہ انجام دیا جاسکتا ہے۔ اس مقابلہ کا نتیجہ یہ رہا:

اول	محمد عمر	جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ

دوم	ذاکر حسین	مدرسہ عربیہ دار التعلیم، مبارک پور، اعظم گڑھ
دوم	عریب احمد کاظمی	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
سوم	شمیم اختر	مفتاح العلوم، مئو

اخیر میں صدر اجلاس نے قیمتی خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا جو الگ سے اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

اجلاس دوم ۲۲ر ستمبر ۱۹۹۸ء بروز منگل

زیر صدارت ماسٹر منور علی صاحب (استاذ شعبۂ اعلی جامعۃ الفلاح)

مقابلہ تقریر اردو گروپ C (درجات ۶ تا ۸)

عنوان: پیارے نبی کیسے تھے؟

اول	کلیم اختر	جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں، سدھارتھ نگر
دوم	اعجاز احمد	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
سوم	وسیم احمد	جامعہ عربیہ عین الاسلام، نوادہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

مقابلہ تقریر ہندی گروپ C (درجات ۶ تا ۸)

عنوان: इस्लाम और सामाजिक न्याय

اول	نفیس احمد	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	نذیر احمد	جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں، سدھارتھ نگر
سوم	محمد کوثر	مدرسہ عربیہ دار التعلیم، مبارک پور، اعظم گڑھ

ماسٹر منور صاحب نے اپنے صدارتی کلمات میں طلبہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا، "اس پروگرام میں جن بچوں نے حصہ لیا اللہ کا شکر ہے انھوں نے اپنے دلی حوصلگی اور اپنے ادبی و فکری ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ ہمیں تو رشک آتا ہے کہ ہم بھی اس عمر

سے گزرے ہیں مگر اس وقت نہ تو ایسا ماحول تھا نہ اتنا بیدار معاشرہ تھا نہ قدم قدم پر دینی مدارس تھے، یہی وجہ ہے کہ میں اپنے آپکو ان بچوں کے سامنے کسی قابل نہیں پاتا ہوں۔

اجلاس سوم ۲۲/ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز منگل

زیر صدارت مولانا نعیم الدین صاحب اصلاحی (استاذ شعبۂ اعلیٰ جامعۃ الفلاح)

مقابلہ تقریر اردو گروپ B (درجات عربی اول تا عربی چہارم)

عنوان: "اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر"

اول	ملک فضل رب	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	محمد اصغر علی	جامعہ عربیہ عین الاسلام، نواوہ، مبارکپور، اعظم گڑھ
سوم	محمد ریحان	مفتاح العلوم، مئو

مقابلہ تقریر انگریزی گروپ B (درجات عربی اول تا عربی چہارم)

عنوان : "The Massage of Islam"

اول	وجیہ القمر	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	سراج احمد	جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں، سدھارتھ نگر
سوم	انور اعظم	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ

اخیر میں مولانا نعیم الدین صاحب اصلاحی نے صدارتی خطبہ میں فرمایا، یہ اعزاز صرف امتِ مسلمہ کو حاصل ہے کہ اس کے پاس جو ہدایت نامہ ہے وہ محفوظ ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے "انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون" (الحجر: ۱۳) اسلوب بیان دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت

کا غایت درجہ اہتمام فرمایا ہے لیکن ایصال ثواب کے لئے نہیں بلکہ مردہ دلوں کے اندر روح پھونکنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "و کذلک اوحینا الیک روحا من امرنا" (الشوریٰ: ۵۲) اے نبی اس طرح ہم نے تمہاری طرف روح (قرآن مجید) وحی کی ہے۔ روح کے معنی زندگی کے ہیں۔ جس چیز کے اندر روح ڈال دی جاتی ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ عرب مردہ تھے قرآن نے انکے اندر زندگی پیدا کر دی۔ آج بھی دنیا تشنہ لبی کا شکار ہے۔ مگر افسوس کہ جو تشنہ لبوں کو آب زلال فراہم کر سکتے تھے وہ خود تشنہ لبوں میں شامل ہو گئے ہیں اور دنیا کے سامنے پیغام حیات کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس حیات بخش پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے ورنہ خوار و مجبوری سے ہماری نجات ممکن نہیں۔ دنیا کو ہمیں یہ بھی بتانا چاہئے کہ اگر دنیا امن چاہتی ہے تو دولت ایمان سے ہمکنار ہو۔ اگر دنیا سلامتی چاہتی ہے تو اسلام کو اختیار کرے کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے: "اسلموا تسلموا" اسلام لاؤ سلامتی نصیب ہوگی۔

اجلاس اول ۲۳/ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز بدھ

زیر صدارت مولانا عبد الحسیب صاحب اصلاحی

(استاذ شعبۂ اعلیٰ و سابق صدر مدرس، جامعۃ الفلاح)

مقابلہ تقریر عربی گروپ B (درجات عربی اول تا عربی چہارم)

عنوان : دور الشباب في بناء المجتمع

اول	ضیاء القمر	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
اول	ابو الکلام	جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں، سدھارتھ نگر
دوم	محمد معظم علی	جامعہ عربیہ عین الاسلام، نواوہ، مبارکپور، اعظم گڑھ
سوم	محمد طاہر	جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ

مقابلہ تقریر ہندی گروپ B (درجات عربی اول تا عربی چہارم)

عنوان : इस्लाम का संदेश मानवता के नाम

اول	وکیل احمد	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	انجم علی	جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں، سدھارتھ نگر
سوم	بدر عالم	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ

صدارتی کلمات میں مولانا عبد الحسیب صاحب نے فرمایا، "ماضی بعید کا یہ سانحہ رہا ہے کہ عربی مدارس کے طلبہ عربی زبان میں اظہار خیال پر قدرت نہیں رکھتے تھے، کتابیں تو پڑھ لیتے تھے انکو سمجھ لیتے تھے بعد از فراغت انہیں پڑھا بھی دیتے تھے لیکن اس زبان میں اظہار خیال کی قدرت نہ ہونے کے ناطے اکثر مواقع پر شرمندگی ہوتی تھی لیکن ماضی قریب سے یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور بہت ہی خوش آئند اور قابل تعریف ہے کہ اب ہر ہر مدرسہ میں اس طرح کے شعبے قائم ہو رہے ہیں اس طرح کے مسابقات اور مقابلہ جات اس کا بین ثبوت ہیں کبھی یہ دار العلوم ندوۃ العلماء کا امتیاز رہا ہے اور اب یہ حال ہے کہ ہر ہر مدرسہ ایک ندوۃ العلماء کی مثال پیش کر رہا ہے۔"

ہر زبان میں اظہار خیال پر قدرت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگ تو معذور ٹھہرے بوڑھا طوطا کیا پڑھے گا البتہ طلبہ عزیز سے یہ امید رکھتا ہوں کہ ہماری قائم مقامی کے لئے اس حد تک تیاری کریں گے کہ اپنی صلاحیتوں اور علم و معرفت سے انسانیت کو فائدہ پہنچا سکیں۔

اجلاس دوم ۲۳ / ستمبر ۱۹۹۸ء بروز بدھ

زیر صدارت مولانا عبد العلیم صاحب مدنی (استاذ دار التعلیم، مبارک پور)

مقابلہ تقریر عربی گروپ A (درجات عربی پنجم تا عربی ہفتم)

عنوان : "لا سبیل الا الاسلام"

اول	اشتیاق احمد	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	محمد مرتضی	جامعہ اثریہ دار الحدیث، مئو
سوم	افروز عالم	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ

مقابلہ تقریر ہندی گروپ A (درجات عربی پنجم تا عربی ہفتم)

عنوان : इस्लाम और अहिंसा

اول	عبد الودود	جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں، سدھارتھ نگر
دوم	شمیم قمر	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
سوم	ضیاء الرحمن	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ

معزز مہمان مولانا عبد العلیم صاحب مدنی نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا، "میرے خیال میں بہت سے بین المدارس مسابقے اور مقابلے ہوتے ہیں لیکن یہ پہلا موقع ہے یا یوں کہئے کہ سابقین میں سے یہ جامعہ ہے جس نے تمام مجال (میدان) کا خیال کرتے ہوئے مختلف زبانوں میں اس کا اہتمام کیا ہے۔"

آپ نے فرمایا علم کو نور کہا گیا ہے روشنی سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اگر آپ نے اس علم کو حاصل کرنے کے بعد اپنے تک محدود رکھا تو اسکی بہت گندی اور بری مثال قرآن نے دی ہے "کمثل الحمار یحمل اسفارا"

خطابت و کتابت کو دعوت و تبلیغ کا موثر ذریعہ قرار دیتے ہوئے آپ نے فرمایا انبیاء نے یہ دونوں ذرائع استعمال کئے ہیں اور آج بھی ان سے کام لئے بغیر کام ممکن نہیں ہے۔

اجلاس سوم ۲۳ / ستمبر ۱۹۹۸ء بروز بدھ

زیر صدارت ماسٹر عبد اللہ صاحب (استاذ شعبہ اعلی، جامعۃ الفلاح)

مقابلہ تقریر انگریزی گروپ A (درجات عربی پنجم تا عربی ہفتم)

عنوان : "Education and Morality"

اول	عمار انس	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	محمد نعیم	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ
سوم	محمد ہاشم علی	مدرسۃ عربیہ دار التعلیم، مبارک پور، اعظم گڑھ

انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے ماسٹر عبد اللہ صاحب نے طلبہ کی بہتر کارکردگی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا اور مشورہ دیا کہ اس زبان کا گہرا مطالعہ کریں جس میں آپ کام کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ کی بات مؤثر اور باوزن بن سکے۔

اجلاس چہارم ۲۳؍ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز بدھ

زیر صدارت مولانا نظام الدین صاحب اصلاحی (استاذ شعبہ اعلیٰ و سابق صدر جامعۃ الفلاح)

مقابلہ تقریر اردو گروپ A (درجات عربی پنجم تا عربی ہشتم)

عنوان : "ہمارے خوابوں کا ہندوستان"

اول	مزمل حسین	جامعہ اثریہ دار الحدیث، مئو
دوم	مجاہد رضا	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
سوم	عبد الرحمن	جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ

مقابلہ تحریر اردو گروپ B (درجات عربی اول تا عربی چہارم)

عنوان : "اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ"

اول	محمد الیاس	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	محمد وسیم	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ
سوم	حسین احمد	جامعہ عربیہ عین الاسلام، نوادہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

مولانا نظام الدین صاحب اصلاحی نے صدارتی خطبہ میں شریک مدارس کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ اس موقع سے مختلف مدارس کے طلبہ کو آپس میں ملنا بھی چاہئے تاکہ وہ دیکھیں کہ کہاں کے طلبہ کس طرح سے کام کر رہے ہیں؟ اور کس طرح سے تیاری کر رہے ہیں؟ مدارس کے مابین جو دوریاں پائی جاتی ہیں وہ اس طرح کے پروگراموں سے دور ہونگی۔ آنکھیں جب چار ہوتی ہیں تو آپس میں محبت بڑھ جاتی ہے اور اگر علماء اور مدارس کے اندر محبت پیدا ہو جائے گی تو عوام کے اندر بھی محبت آجائے گی اس لئے اس سلسلہ کو سب کو مل کر آگے بڑھانا چاہئے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اسلام کی سادہ اور پرکشش تعلیمات اور ہماری معمولی کوششوں سے قبول اسلام کی جو لہر پیدا ہوئی ہے اس سے دشمنان اسلام بوکھلائے ہوئے ہیں۔ بھاجپا نے تو پچھلے الکشن کے منوفیسٹو میں یہ شامل کیا تھا کہ اگر وہ برسر اقتدار آئی تو تبدیلی مذہب پر پابندی لگائے گی۔ اس لئے نہیں کہ لوگ ہندو ہو رہے ہیں بلکہ قبول اسلام سے لوگوں کو باز رکھنے کے لئے۔ دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں اگر ہماری کوششیں تیز ہو جائیں تو ہندوستان کا نقشہ بدل سکتا ہے یہاں کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور یہ کام صرف مدارس کے ذریعہ انجام پا سکتا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ غریبی کا رونا روتے ہیں۔ ہندوستان کی چالیس فیصد آبادی خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ہے، یعنی ان کی آمدنی تین روپیہ یومیہ سے بھی کم ہے۔ یہ غربت بھی اصلاً اللہ سے اعراض کے نتیجے میں ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: "من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا" (سورہ طٰہٰ: ۱۲۴) جو خدا کو بھولے گا بھوکوں مرے گا۔ اسکے برخلاف جو اللہ کو یاد کرے گا اس پر ایمان لائے گا اللہ اس پر برکت کے دروازے کھول دے گا جیسا کہ فرمایا ہے: "ولو انھم آمنوا واتقوا

لفتحنا علیھم برکات من السماء" (الاعراف: ۹۶) لوگ اگر ایمان لائیں اللہ سے ڈرنے لگیں تو اللہ ان پر آسمان سے برکت کے دروازے کھول دے گا۔ چنانچہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ عرب ابتداء غریب تھے لیکن بعد میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔

اجلاس اول ۲۴؍ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات

زیر صدارت مولانا رحمت اللہ اثری صاحب فلاحی مدنی (استاذ شعبہ اعلیٰ و نائب مہتمم جامعۃ الفلاح)

مقابلہ تحریر عربی گروپ A (درجات عربی پنجم تا عربی ہفتم)

عنوان: "مكانة المرأة فی الاسلام"

اول	عبدالوارث	جامعہ عربیہ دار الحدیث، مئو
دوم	عمیر انس	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
سوم	اشرف اخلاق	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ

مقابلہ تحریر اردو گروپ A (درجات عربی پنجم تا عربی ہفتم)

عنوان: "بھارت پر اسلام کے اثرات"

اول	مسرت حسین	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
دوم	محمد عالم	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ
سوم	محمد ادریس	جامعہ عالیہ عربیہ، مئو

صدر مجلس مولانا رحمت اللہ اثری صاحب فلاحی مدنی نے ابتداءً عربی میں خطاب فرمایا پھر عمومی فائدے کو دیکھتے ہوئے اردو میں بھی خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا جامعۃ الفلاح ایک تحریکی ادارہ ہے جو صرف اور صرف تحریک کی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ اس کے جو اہداف و مقاصد ہیں انکے حصول کے ایک جزو کے طور پر یہ مجلس منعقد کی گئی ہے۔ ہمارے دینی مدارس ایک ہی راہ کے مسافر ہیں اور سبھوں کو گروہی [illegible] اور

فقہی اختلافات سے بالاتر ہو کر دین کی خدمت کیلئے [illegible] لئے یہ پروگرام رکھا گیا ہے۔ معمولاً غالب سے شکایت کرتے ہوئے آپ نے [illegible] انقلاب اور غلبہ و تمکن کا راستہ اپنایا۔ تعلیم و تربیت سے [illegible] ناکامی کے بعد دشمنوں نے بھی یہی راہ اپنائی تھی۔ مغربی [illegible] کا شاخسانہ ہے۔ چنانچہ دشمنان اسلام ہتھیار کی جنگ ہارنے کے بعد اس ہتھیار سے [illegible] رہے لیکن افسوس کہ مسلمان ہتھیار کی جنگ جیتنے کے باوجود اس میدان میں [illegible] گئے اور دفاعی پوزیشن اختیار کرلی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پوزیشن سے نکل کر اقدامی اور تہاجمی پوزیشن اختیار کی جائے۔ اس کیلئے گیرائی و گہرائی اور بصیرت پیدا کرنا ضروری ہے۔ اور اسی چیز کا بیڑا جامعہ نے اٹھایا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے اغراض و مقاصد میں اول دن سے واضح کیا ہے کہ ایسے افراد تیار کئے جائیں گے جو تفقہ فی الدین اور بصیرت کے حامل ہوں گے۔ آپ سب اسکی کوشش کریں یہی چیز آپ کو اوج کمال پر پہنچائے گی اور دنیا کا محبوب بھی بنا دے گی۔ ع   کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

آپ نے مزید فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں ہم اقلیت میں ہیں آپ سوچئے ہمیشہ اقلیت ہی نے حکومت کی ہے۔ آپ ہندوستان میں آئے تھے کتنے تھے؟ انگریز ہندوستان میں آئے تھے کتنے تھے؟ آج جو لوگ اصلاً حکومت کر رہے ہیں کتنے ہیں؟ وہ اقلیت میں ہیں۔ غور کیجئے: "وکم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله" (سورہ بقرہ: ۲۴۹) یاد رکھئے اقلیت میں ہونا کبھی آپ کو پریشان نہ کرے بلکہ یہی چیز آپ کے لئے آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا ایک زینہ ہونا چاہئے۔ قرآن میں مذکور بنی اسرائیل کے قصے میں صاف کہا گیا ہے کہ قیادت کا اہل وہ ہے جو علمی اور جسمانی صلاحیتوں میں بڑھا ہوا ہو۔ "زادہ بسطة فی العلم والجسم" (البقرۃ: ۲۴۷)

آخر میں آپ نے علامہ یوسف القرضاوی کی کتاب "العبادۃ فی الاسلام" کے حوالے سے بتایا کہ تبشیری انجمن کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ: "جب تک چار چیزیں اس دنیا میں موجود ہیں تب تک تبشیری کوششیں اور مشنریاں بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں، وہ چار چیزیں یہ ہیں: قرآن، جامعہ ازہر، جمعہ کی نماز یا خطبہ اور حج یعنی عالمی کانفرنس"

آپ غور کریں کیا جامعہ ازہر سے صرف جامعہ ازہر مراد ہے۔ نہیں بلکہ یہ ازہر تمثالی ہے ہماری ان درس گاہوں کی ان مدارس کی۔ جب تک یہ مدارس باقی ہیں یہ دینی قلعے موجود ہیں خود دشمنوں کو اعتراف ہے کہ ہماری کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں بشرطیکہ ہم خود اپنے آپکو سمجھیں اور واقعی اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ توفیق ارزانی کرے۔ آمین!

اختتامی اجلاس ۲۴/ستمبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات

زیر صدارت مولانا ابوالبقاء صاحب ندوی (نائب ناظم، جامعۃ الفلاح)

چونکہ یہ آخری اجلاس تھا اس لئے مہمانوں کے تاثرات، تقسیم انعامات، اختتامی کلمات اور ہدیہ تشکر کے لئے خاص تھا۔ مہمانان گرامی نے جن تاثرات کا اظہار فرمایا اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

مولانا عمر اسلم صاحب اصلاحی استاذ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڈھ نے فرمایا کہ میرے خیال میں کچھ خصوصیات اس پروگرام کی ایسی ہیں جن کو امتیازی کہا جا سکتا ہے۔ صرف ان کی نشاندہی کر دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جامعۃ الفلاح نے مختلف مکاتب فکر کے مدارس کو نمائندگی کا موقع دیا۔ وہاں کے اساتذہ اور طلبہ کو دعوت دی۔ ایک ساتھ مل بیٹھ کر اظہار خیال کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ میں نے اپنی حد تک ہندوستان کے کسی مدرسے کے کسی پروگرام کی یہ خصوصیت اب تک نہیں دیکھی۔

دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہاں آنے کے بعد مجھے یہ محسوس ہوتا ہے

کہ کسی زندہ ماحول میں زندگی دیکھنے کو حاضر ہوا ہوں ایک حرکت ہوتی ہے۔ ذرہ ذرہ ایک تحریک ہوتا ہے اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ وقت کے اہم ترین موضوعات پر مقابلے رکھے گئے ہیں، وقت کی ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے اور ان زبانوں کا انتخاب کیا گیا ہے جو زبانیں ملک و ملت دونوں کی زندہ زبانیں تسلیم کی جاتی ہیں۔

تیسری سب سے بڑی خصوصیت مجھے یہ نظر آئی کہ جب سے میں شریک ہوں میں نے یہ دیکھا کہ جو جج مقرر کئے گئے ہیں یا ان کا انتخاب کیا گیا ہے ان میں شاید ہی کوئی جامعۃ الفلاح کا رہا ہو سب باہر کے تھے۔ ان تمام کے باوجود بھی دیکھا گیا ہے کہ جامعۃ الفلاح کے طلبہ نے اپنا امتیاز بہر حال دکھایا۔

مولانا مفتی محمد انور صاحب استاذ دارالعلوم مئو نے فرمایا، "مدارس کے درمیان اس طرح کا اجتماعی پروگرام بہت سارے فوائد پر مشتمل ہے۔ ایک تو یہ کہ دور رہ کر جو غلط فہمیاں آپس میں ہیں قریب ہونے کے بعد بہت حد تک دور کی جا سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ پروگرام بہت ہی حساس موضوعات پر کئے گئے ہیں۔ طلبہ کو ان موضوعات پر مطالعہ کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اس طرح کے موضوعات پر مطالعہ ان کے ذہن کو مستقبل کے لئے تیار کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ خاص طریقے سے "اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ"۔ یہ بڑا ہی حساس موضوع ہے اور اس موضوع کو ہمارے علماء اور دانشوروں کے درمیان بار بار آنا چاہئے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم لوگوں میں اگر اعتدال کی راہ پیدا ہو جائے تو کچھ اختلافات جو طویل زمانے سے چلے آرہے ہیں انھیں چھوڑ کر اجتماعی مسائل میں ہم بہت حد تک متحد ہو سکتے ہیں۔

آخر میں آپ نے فرمایا دوسرے مدارس بھی اس جامعہ کی اتباع کریں تاکہ وہاں مل بیٹھ کر اپنی بات کہنے اور سننے کا موقع ملے اور سبکو قریب سے دیکھنے کا موقع میسر ہو۔

مولانا عبدالمعید صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور اعظم گڑھ نے فرمایا، "ناگہانی مسائل کی وجہ سے بہت مختصر وقت میں حاضر رہا ہوں پھر بھی میں اپنے لئے اس کو باعث عزّ و سعادت سمجھتا ہوں۔ اس طرح کے پروگراموں کی ضرورت و اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ آگے بڑھ کر کل ہند پیمانے پر اس طرح کے پروگرام رکھے جائیں۔"

آپ نے مزید فرمایا، "جب بھی اسلام پر کسی طرح کا حملہ ہوا ہے تو اس زمانے کے علماء نے اس فن کو سیکھا اور ان چیزوں سے جان کاری حاصل کی جن کے ذریعہ اعداء اسلام کو شکست دی جاسکے چاہے ان کا تعلق قلم سے رہا ہو یا زبان سے رہا ہو یا کسی بھی دوسرے فن سے رہا ہو۔ آج چونکہ قلم اور زبان کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس سے ضرورت ہے کہ اس کے اوپر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔"

مولانا مفتی عبداللہ شمیم صاحب استاذ جامعہ عربیہ عین الاسلام نواده مبارکپور اعظم گڑھ نے فرمایا کہ مسابقوں اور مقابلوں کے پروگراموں کا امت کی صلاح و فلاح میں ایک مثبت اثر رہا ہے۔ تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ جیسا زمانہ رہا ویسے ہی مسابقے منعقد کئے گئے۔ اسلحوں کے دور میں تیر اندازی، گھوڑ سواری اور طرح طرح کے مسابقوں کا انعقاد خود زمانہ نبویؐ میں بھی ہوا ہے۔ اس پروگرام کے دو مقصد کہے جاسکتے ہیں پہلا یہ کہ ہم اپنے طلبہ میں کیا کیا صلاحیتیں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان سے مستقبل میں کیا توقعات وابستہ ہیں، دوسرا یہ کہ عام لوگوں کو اس مسابقہ کے ذریعہ میرے خیال کے مطابق ایک دعوت فکر بھی دی گئی ہے کہ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ کیا ہونی چاہیے۔

آپ نے ذمہ داران مدارس و جامعات سے اپیل بھی کی کہ جامعۃ الفلاح نے جو قدم اٹھایا ہے ہم اس میں انہیں تنہا نہ چھوڑ دیں بلکہ آگے قدم بقدم چلیں تاکہ اکے شریک کار ہو سکیں۔

مولانا شبیر احمد صاحب فلاحی صدر مدرس جامعہ مصباح العلوم چوکو نیاں سدھار تھ نگر نے اس احساس کا اظہار فرمایا کہ مختلف جامعات کے طلبہ نے تمام پروگراموں میں حصہ نہیں لیا جب کہ ہر ایک میں حصہ لینا چاہئے تھا تاکہ ہمہ جہتی کامیابی سے ہمکنار ہوتے۔ آپ نے اس غلط فہمی کا بھی ازالہ فرمایا کہ یہ مقابلہ صرف غلطی سمجھ کا تھا کیونکہ خود ان کا ادارہ دور دراز علاقہ سدھارتھ نگر سے شریک مقابلہ ہے۔ نظم و نسق کی تعریف کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ آئندہ ایسا موقع آئے تو اہم عصر کالجوں و یونیورسٹیوں اور وہ جامعات جنہیں ہندوستان میں اہم مقام حاصل ہے انہیں بھی مدعو کیا جائے۔ (واضح رہے کہ کالجز وغیرہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا لیکن انکا مثبت تعاون نہیں حاصل ہو سکا)

ان مقابلوں میں بحیثیت جج اور نمائندہ بہت سے معزز مہمانان گرامی شریک رہے لیکن وقت کی قلت اور دیگر عوارض کی وجہ سے ان کے تاثرات سے ہم محروم رہے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا مفتی انور علی صاحب	دار العلوم، مئو
۲۔ مولانا عبدالعلیم خان صاحب مدنی	دار التعلیم، مبارکپور، اعظم گڑھ
۳۔ قاری معین الدین صاحب	جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور، اعظم گڑھ
۴۔ مولانا محمد اطہر صاحب قاسمی	صدر مدرس جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور
۵۔ ابو سعد صاحب اعظمی	نائب ناظم جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور
۶۔ مولانا مفتی عبداللہ شمیم صاحب	جامعہ عربیہ عین الاسلام، نواده، مبارکپور
۷۔ مولانا محمد عارف صاحب عمری	ناظم مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ
۸۔ مولانا ابوذر صاحب قاسمی	جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ
۹۔ مولانا عمیر الصدیق صاحب ندوی	دار المصنفین، اعظم گڑھ

۱۰۔ مولانا محمد عمر اسلم صاحب اصلاحی	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ
۱۱۔ مولانا اعجاز احمد اصلاحی قاسمی	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ
۱۲۔ ماسٹر ارشد عالم صاحب	شبلی انٹر کالج، اعظم گڑھ
۱۳۔ ماسٹر محمد حنیف صاحب	انٹر کالج، کرکھیا، اعظم گڑھ
۱۴۔ ماسٹر منور علی صاحب	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
۱۵۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فلاحی	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
۱۶۔ مولانا رضوان الحق صاحب	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
۱۷۔ مولانا عبد الباری اثری صاحب	حیات نو، بلریا گنج، اعظم گڑھ
۱۸۔ ڈاکٹر خلیل احمد صاحب	بلریا گنج، اعظم گڑھ
۱۹۔ ڈاکٹر فرید احمد صاحب	بلریا گنج، اعظم گڑھ
۲۰۔ مولانا طارق فاروقیلا صاحب فلاحی	بنارس
۲۱۔ قاری زبیر احمد صاحب	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ
۲۲۔ ماسٹر مسعود صاحب	جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ

اسی اجلاس میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات سے نوازا گیا اور بھی شرکاء کو تشجیعی انعامات اور توصیفی اسناد دی گئیں۔ یہ انعامات کتابی شکل میں دئے گئے۔

مجموعی طور پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ادارے کے لئے بھی خصوصی انعام رکھا گیا تھا گرچہ اس کا مستحق میزبان ادارہ جامعۃ الفلاح ہی قرار پایا لیکن اس نے ایثار سے کام لیتے ہوئے دوسرا مقام حاصل کرنے والے ادارے جامعہ مصباح العلوم، چوکونیاں سدھارتھ نگر کو یہ اعزاز دے دیا چنانچہ انھیں سیرت النبیؐ علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کے مکمل سیٹ سے نوازا گیا۔ مجموعی طور پر تیسرا مقام

مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ کو حاصل رہا۔ یہ انعامات ناظم جامعۃ الفلاح ڈاکٹر خلیل احمد صاحب کے ہاتھوں تقسیم کئے گئے۔ اس موقع سے نائب ناظم جامعۃ الفلاح نے اپنی طرف سے گزشتہ امتحان میں مختلف شعبہ جات میں اول مقام حاصل کرنے والے طلبہ کو قیمتی قلموں کی شکل میں انعامات سے نوازا۔ جبکہ اس سہ روزہ پروگرام میں قرأت، نظم کسی بھی شکل میں شریک طلبہ کو انعامات دیے جانے کا بھی اعلان کیا گیا۔ اس موقع سے شریک اداروں کی لائبریریوں کو ادارہ علمیہ کی مطبوعات بھی بطور ہدیہ دی گئیں۔

مولانا ابو البقاء صاحب ندوی نے اختتامی کلمات میں شریک مدارس کے ذمہ داران اساتذہ، مہمانان اور طلبہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا ہم سب ایک راہ کے راہی ہیں۔ ہمارا اصل نصب اصحاب صفہ سے ملتا ہے اس لئے ہم سب مل جل کر دین کو عام کریں۔ مجھے اس بات سے اختلاف ہے کہ مختلف مکاتب فکر کو یہاں دعوت دی گئی۔ میں اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہم سب ایک ہی مکتبۂ فکر کے ہیں، ہم سب اسی کلمہ طیبہ سے وابستہ ہیں جس کی جڑیں زمین میں ہیں اور جس کی بلندی آسمان سے وابستہ ہے۔ آج جس طرح باطل اٹھا ہے اور دینی مدارس کو I.S.I کا گڑھ قرار دے کر انہیں نیست و نابود کرنا چاہتا ہے ضرورت ہے کہ ہم سب مل جل کر اس کی سازش کو ناکام بنادیں۔

اخیر میں آپ نے جامعہ کے زیر انتظام بین المدارس ثقافتی مقابلہ کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا اعلان فرماتے ہوئے تمام مدارس کے ذمہ داران سے تعاون کی درخواست کی اور یہ دعا فرماتے ہوئے رخصت کیا استودع الله دینکم و امانتکم و خواتم اعمالکم......

اخیر میں ناظم بین المدارس ثقافتی مقابلہ جناب مولانا نعیم الدین صاحب اصلاحی نے ہدیہ تشکر پیش کرتے ہوئے فرمایا، "چونکہ یہ اہل علم کی مجلس ہے اس لئے

پروگرام اور معزز مہمانان کے تاثرات سے بخوبی اندازہ لگایا ہوگا کہ ہم اس پروگرام کے ذریعہ کیا چاہتے ہیں اور امت کی کن کن ضرورتوں کی تکمیل ہمارے پیش نظر ہے۔ اس پروگرام کا ایک اہم جزو ہندی تھا لیکن اس میں کم ہی مدارس نے حصہ لیا۔ ارباب مدارس کو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ جس ملک میں ہم رہتے ہیں وہاں سب سے زیادہ ہندی بولی جاتی ہے اور انہیں کے درمیان ہمیں دعوت کا کام کرنا ہے چونکہ ہندی زبان کی میڈیا کی طرف سے مدارس کے خلاف شدید پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے اسلئے تیار ہو کر انہیں کی زبان میں جواب دینے کی ضرورت ہے۔ عورتوں کے سلسلے میں بھی اسلام پر بیجا اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں اور غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں ان کا بھی جواب دینے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں اسلام محمد بن قاسم کے ذریعہ عورت کا تحفظ ہی کرنے آیا تھا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ مدارس پر چھاپے اور اس کے خلاف سازشیں اس بات کی متقاضی ہیں کہ ہم اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ اختیار کریں ورنہ اگر اختلاف و انتشار کے چکر میں پڑیں گے تو مارے جائیں گے کیونکہ دشمن زبردست ہے اور اسے متحد ہو کر ہی ناکام بنایا جا سکتا ہے۔"

رخصت کرتے ہوئے انہوں نے خصوصاً مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے دعوت پر لبیک کہہ کر اس پروگرام کو کامیاب بنایا۔ آپ نے اساتذہ اور طلبہ کا بھی شکریہ ادا کیا کہ پروگرام سے استفادے کی خواہش کے باوجود وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں لگے رہے تاکہ مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

اس طرح سے یہ سہ روزہ بین المدارس ثقافتی مقابلہ اختتام کو پہنچا اور شرکاء دلوں میں خوش گواریاں لئے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اللہ انہیں پھر کسی موڑ پر ملائے اور جنت کی ابدی نعمتوں سے شاد کام کرے۔ آمین!